باب نمبر 15

سود اور اس کی اقسام

از افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اخْتَصَّ بِالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِتَائِیْدِ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برہانہٗ کی حمد وثناء اور شفیع محشر، مالکِ کوثر، محبوبِ دلبر، احمدِ مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیۂ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر ودانش، نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین!

ربّ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے پُر کیف لمحات میں ہم سب کو ادارہ "صراط مستقیم" کے فہمِ دین کورس کے پندرھویں درس میں شرکت کی سعادت نصیب ہورہی ہے

میری دُعا ہے خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ سب کو قرآن وسُنّت کا فہم عطا فرمائے۔
قرآن وسُنّت کی ابلاغ وتبلیغ اوراس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
ہماری آج کی گفتگو کا موضوع

''سود اور اُس کی اقسام'' ہے

ربّ ذوالجلال کے دربار میں دعا ہے کہ خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ ہم سب کو سودی کاروبار کی نحوست سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی اقتصادیات کی برکات سے مالا مال فرمائے۔ قرآن مجید میں سے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۵ کی تلاوت میں نے آپ کے سامنے کی۔ اس مقام پر تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حرمتِ ربوا کو موضوعِ سخن بنایا ہے اور اُمّتِ مُسلمہ کو ہمیشہ سود سے محفوظ رہنے کا حکم دیا ہے۔

خالقِ کائنات کا فرمان ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ بقرہ ۲۷۵)

Allah Made Trade Lawful and Made Interest Unlawful

اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہی ایک مسلمان کیلئے کسی حکم کے اثبات یا نفی کیلئے امر یا نہی کیلئے کافی ہے لیکن حرمت سود کو اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔

ایمان کے بچاؤ کیلئے سود سے بچو:

اگر اپنا ایمان بچانا چاہتے ہو تو پھر اپنے کاروبار کو سود سے بچا کے رکھو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۸ میں ارشاد فرماتا ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا اُس سے بچو اگر تم ایماندار ہو۔ یہ

میرا حکم تمہارے ایمان کی وجہ سے ہے۔ میں ایمانداروں کو ایسی گندگی سے بچانا چاہتا ہوں جو کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اُن کو ابتدائی خطاب اس بات کا ہے کہ وہ کفر سے نکلیں اور ایمان قبول کریں اور جو ایماندار ہیں اگر وہ ایمان کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں' ایمان کی مٹھاس، چاشنی اور لذت محسوس کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو پھر تم سودی کاروبار سے بچو۔ سودی کاروبار سے بچنا حقیقت میں اپنے ایمان کو بچانا ہے۔

سود اضافہ نہیں نقصان ہے:

عمومی طور پر انسان اس لئے پریشان ہوتا ہے کہ اُسے جب سود میں کئی اضافے نظر آتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے اگر میں سود کی طرف متوجہ نہیں ہوتا' سودی کاروبار نہیں کرتا تو شاید میرا کتنا بڑا نقصان ہو جائے گا۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں یہ بھی ہمیں سوچ دی ہے کہ تمہیں خود اپنے فائدے کا اتنا پتہ نہیں' جتنا تمہارے خالق کائنات کو تمہارے فائدے کا پتہ ہے' ہوسکتا ہے ایک فائدے کو تم فائدہ سمجھو لیکن حقیقت میں وہ نقصان ہو اور ایک نقصان کو تم نقصان سمجھو لیکن حقیقت میں وہ فائدہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

میں نے احکام دیتے ہوئے وہی حکم دیا جس میں تمہارا فائدہ ہے اور نقصان نہیں ہے۔ رب کائنات جل جلالہٗ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۶ میں ارشاد فرماتا ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو پروان چڑھاتا ہے۔ سود سے جو کمائی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُس کو میں مٹا دیتا ہوں' اُس کو ختم کر دیتا ہوں' جتنا بھی اُس میں اضافہ ہوتا ہے اور بظاہر جتنی بھی آمدنی ہو رہی ہے۔ رب کائنات فرماتا ہے وہ

حقیقت میں تمہارا خسارہ ہے۔ تمہیں محسوس نہیں ہوتا' دنیا میں بھی سود کی کمائی نقصان ہے اور عقبیٰ میں بھی نقصان ہے۔ دنیا میں اُس کے نقصان ہونے کا مطلب ابن حجر زواجز میں بیان کرتے ہیں:

سود کی کمائی انسان کے ایسے کاموں میں لگ جاتی ہے کہ جس سے اُس کو کمائی کا دنیا میں بھی کوئی فائدہ محسوس نہیں ہوتا۔ ایسے ایسے امراض میں اور ناجائز مقدمات میں اور مختلف قسم کی جو حادثاتی صورتیں ہیں ان کے اندر وہ پیسہ لگتا ہے اور بندے کو مختلف الجھنوں کے اندر پھنسا دیتا ہے۔

اور عقبیٰ میں کیا ہوگا۔ عقبیٰ میں یہ ہے کہ جو بندہ سودی پیسہ کھاتا ہے تو جب وہ عقبیٰ میں دیکھے گا تو دنیا میں جو حج کیا تھا وہ بھی نامہ اعمال میں نظر نہیں آئے گا' جو روزے رکھے گا وہ بھی غائب ہو چکے ہوں گے جو اُس نے نمازیں پڑھیں تھیں وہ اس کے نامہ اعمال میں نظر نہیں آئیں گی تو اُس وقت وہ ہائے ہائے کرے گا کہ میں نے اتنی کوشش سے حج بھی کیا تھا' میں نے روزے بھی رکھے تھے اور میں نے نمازیں بھی پڑھیں تھیں اور میں صدقہ و خیرات بھی کرتا رہا اور آج میری نیکیوں کے اندر اُن میں سے کچھ بھی موجود نہیں ہے تو اُس وقت اُسے پتہ چلے گا کہ اللہ نے تو دنیا میں فرما دیا تھا:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے' دنیا میں بھی اُس کی کمائی ناجائز جگہوں پہ لگ جاتی ہے اور عقبیٰ میں اُس کا سود نیکیوں کو ختم کر دے گا تو دونوں مقامات پر انسان کو سود کا نقصان ہوتا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو اللہ تعالیٰ پرواں چڑھاتا ہے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے بندہ ایک دینار خرچ کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ اُحد پہاڑ کی شکل اختیار کر چکا ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

مَا مِنْ يَوْمٍ اِلَّا وَفِيْهِ مَلَكٌ يُنَادِيْ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقاً خلقاً

ہر دن ایک فرشتے کی یہ ڈیوٹی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جس بندے نے تیرے راستے میں خرچ کیا ہے اُس کو اُس مال کی جگہ اور عطا فرما ۔اُس نے جتنا خرچ کیا اُس کی جگہ اُسے اور عطا فرما دے ۔ دنیا میں بھی کمی نہیں آتی' عقبیٰ میں بھی کمی نہیں آتی تو یہ مومن کی سوچ کا معیار ہونا چاہیئے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے سود کو گھاٹا قرار دیا ہے تو ہم اُس کو کس لحاظ سے اضافہ سمجھتے ہیں اور پھر جس وقت صدقہ اور خیرات میں اتنی افزائش تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور ہر وہ اسلوب اختیار کرنا چاہیئے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا زیادہ سے زیادہ حصول ہو سکے۔

سود خور کی بھیانک صورت حال:

سود خور کے بارے میں جو اُس کی حشر کے دن بھیانک صورتحال ہو گی ۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۷۵ میں تذکرہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ

جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن جب قبروں سے اُٹھیں گے تو وہ پاگل ہو چکے ہونگے ۔ وہ ایسے چلیں گے جیسے کوئی بندہ مخبوط الحواس ہوتا ہے کہ جس کو شیطان

نے چھو کے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ جس طرح دنیا میں تم دیکھتے ہو کہ کچھ لوگ جن پر جنوں کا حملہ ہوتا ہے، اُن کی جو صورتحال ہوتی ہے حشر کے دن یہ انسان اگرچہ دنیا میں زیرک تھا، سمجھدار تھا، عقلمند تھا لیکن جب قبر سے اُٹھے گا تمام اہل حشر اُسے دیکھیں گے کہ پاگلوں کی طرح چل رہا ہوگا یہ اس وجہ سے کہ وہ دنیا میں سود کھاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتا رہا۔ حکم عدولی کرتا رہا جس کی وجہ سے حشر کے دن اُس کو بیوقوف اور پاگل کی شکل پیش کر دیا جائے گا۔

سودخور کیلئے اعلان جنگ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سود کھانے کے عمل کو اتنی بڑی جسارت قرار دیا ہے گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کے مترادف ہے اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کر سکتا ہے اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ انسان احساس ہی نہیں کرتا کہ اُس نے سود کھا کے کتنی بڑی جسارت کر لی ہے، کتنا بڑا وہ جرم کر رہا ہے جس کو وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ کمائی بڑی میٹھی ہے اور یہ پیسے بڑے اچھے ہیں اور اس کی وجہ سے میری زندگی میں بڑی بہار ہے لیکن حقیقت میں وہ بہار نہیں، ہے وہ تو جہنم کا ایندھن ہے جو اُس نے وصول کر لیا ہے۔ اللہ کا یہ قرآن ہمارا نصاب زندگی ہے۔ اگر ہم اس کو سن کر نہیں ڈریں گے تو یہ قرآن کہتا ہے کہ جو مجھ کو سن کر نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے۔ اُس کو اپنی زندگی کا احساس کرنا چاہیئے۔

لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا

قرآن ڈراتا ہی اُس کو ہے جو زندہ ہو، جو قرآن سن کے نہیں ڈرتا وہ قرآن کی روشنی میں اور نقطہ نظر سے وہ مردہ انسان ہے تو اس زندگی کا بھی ہمیں احساس کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا تو ایک لفظ ہی ہمارے لئے کافی تھا۔ لیکن اُس نے بار بار قرآن مجید میں

جھنجھوڑا ہے اس کے باوجود بھی ہمیں ڈر نہیں آتا اور ہم اپنے کیے ہوئے پر پشیمان نہیں ہوتے اور اپنے رویے پر نظر ثانی نہیں کرتے تو پھر کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم مردہ ہو چکے ہیں اور ہمارا ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی یہ ہدایت دلوں پہ دستک دیتی ہے۔ یہ خود زندگی ہے اس کو جو اچھی طرح سنتا ہے۔ خالق کائنات اُسے دونوں جہاں میں چمک والی زندگی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

اگر تم سود نہیں چھوڑتے تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کا یقین کر لو۔ اگر تم سود سے باز نہیں آتے تو تم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنا چاہتے ہو تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کر سکتا ہے۔ وہ ایک لمحہ سے پہلے اگر چاہے تو زمین کو اُٹھا کے آسمانوں تک پہنچا کے پلٹ دے اور نیست و نابود کر دے۔

اُس کے ساتھ کس کی جسارت ہے یہ آج بھی اگر کوئی سودی کاروبار کر کے زندہ ہے تو اُس کو یہ مہلت دے دی گئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی چھتری کے صدقے کہ وہ جلد توبہ کر لے باز آ جائے اور اس بدی سے منہ پھیرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جلووں میں آباد ہو جائے یہ جو اُس کو مہلت دی جا رہی ہے یہ مہلت توبہ کیلئے ہے۔

ورنہ پہلی امتوں کو ایسے معاملات پر فوراً رگڑ کے رکھ دیا جاتا تھا اور اُس کیلئے بڑی تیزی سے مواخذہ آ جاتا تھا۔ ہمارے لئے اس میں بھی سہولت رکھی گئی ہے اور چانس دیا گیا ہے کہ اپنے رویے کو تبدیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کر لو

اور اس کو سمجھ لو کہ سودی کاروبار کوئی معمولی سا جرم نہیں۔ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کو اپنے ساتھ اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دے دیا ہے کہ جو ایسا کر رہے ہیں تو وہ ایسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے رب اور اپنے رسول علیہ السلام کے مقابلے میں کھڑا کر دیا ہو۔ سوچنے پہ آئے تو ایسا مسلمان کون ہو سکتا ہے جو ایسا سوچ بھی سکے۔

اللہ تعالیٰ سے جنگ کے بارے میں سوچ بھی سکے' کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہو سکتا تو سود اتنا رچ بس گیا اور یہ سود کی جو نحوست ہے اس کے سلسلے میں اپنے ضمیر کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے اور شرعی معیار کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

ترک سود پر انعام:

جو ہمارا رب ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اُس سے بڑھ کے ہم سے پیار کون کر سکتا ہے اور اُس سے بڑھ کے شفقت کس کی زیادہ ہو سکتی ہے۔ اتنا شفیق رب ہے اگر اس میں حقیقی طور پر ہمارا نقصان ہوتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی اس سے منع نہ کرتا' وہ ہمارے فائدے کیلئے ہمیں حکم دے رہا ہے کہ سود سے بچو' بیع کو ہم نے تمہارے لئے جائز قرار دے دیا ہے تو مومن کی یہ شان ہے کہ اُسے کسی اور کی بات پر نہیں چلنا چاہیئے۔ اپنے رب کے فرمان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے تو اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ کے ساتھ جب پکار رہا ہے' بلا رہا ہے تو وہ کتنے پیار سے بلا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے جو سود میں نے تم پہ حرام کیا تو دیکھو بولتے وقت میں کتنے پیار سے بول رہا ہوں۔ میں اپنا نام تجھے دے کر تمہیں مومن کہہ کے پکار رہا ہوں' مجھے یہ پسند نہیں کہ تم جہنم میں جلو اور جہنم کا ایندھن بن جاؤ۔ اس لئے تمہیں پہلے سمجھا رہا ہوں کہ سود سے باز آ جاؤ اور جہنم سے اپنے آپ کو محفوظ کر لو۔

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے ترک سود پر بھی انعام کا

اعلان فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو! یہ دونا دو، سود نہ کھاؤ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اگر تم سود نہیں کھاؤ گے تو کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

حقیقت میں یہ کامیابی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں کامیابی ہے۔ایک کامیابی وہ ہے جو دنیاداروں کی نگاہ میں ہو تو ہم نے کلمہ اپنے رب کا پڑھا ہے، کسی دنیادار کا تو کلمہ نہیں پڑھا تو ہمیں کامیابی و ناکامی میں معیار وہ سامنے رکھنا چاہیئے جو ہمارے رب کا قائم کردہ معیار ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جتنا بھی سمجھو چونکہ سود نہیں لیا تو آمدنی تھوڑی ہوئی ہے اس کو کبھی بھی اپنی ناکامی نہ قرار دو اور اس کو کبھی بھی خسارہ نہ سمجھو "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

اگر تم کامیابی چاہتے ہو تو قرآن مجید کے دیئے ہوئے خطوط کے مطابق زندگی بسر کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ اس پر بندے کو دائمی کامیابی دینے کا اعلان فرما رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا اَخَذَ الْمَالَ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ

(بخاری شریف جلد ا، صفحہ ۲۷۹)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَيَاتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ

ایک زمانہ لوگوں پہ آجائے گا ''لا يبالي المرء بما اخذ المال ''اُس وقت بندہ یہ خیال ہی نہیں کرے گا کہ اُس کی آمدنی کیسے ہو رہی ہے۔ اُس کا مال کہاں سے آرہا ہے مال کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟

اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ

جو روزی ہے یہ حلال ذرائع سے ہے یا حرام ذرائع سے ہے۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس وقت مقصود صرف اور صرف مال کا حصول ہوگا۔ اُس کے ذریعے کی تفتیش نہیں کی جائے گی کہ یہ مال جس کاروبار سے آرہا ہے کیا وہ کاروبار شریعت میں جائز ہے یا ناجائز ہے۔ وہ بیع باطل ہے یا بیع صحیح ہے۔ وہ یہ دیکھے گا ہی نہیں بلکہ صرف مقصود یہ ہے کہ مال ملتا ہے یا نہیں ملتا۔

میرے محبوب علیہ السلام نے جس زمانے کی نشاندہی کی تھی آج وہی زمانہ ہے اس طرف تو دوڑ دھوپ ہے کہ پیسہ ملنا چاہیئے لیکن اس طرف کوئی کم ہی دیکھتا ہے کہ ملتا ہے تو کس دروازے سے ملتا ہے یہ آرہا ہے تو کس ذریعے سے آرہا ہے۔ یہ کہیں حرمت کے سوراخ سے تو نہیں آرہا کہ جو میرے دل کے تقدس کو بھی پلید کردے گا اور یہ کہیں ایسے ذریعے سے تو نہیں آرہا کہ جس کو شریعت نے مسترد کر رکھا ہو۔ یہ مومن کی شان ہے کہ وہ پیسہ لیتا ہے لیکن یہ ضرور دیکھتا ہے کہ یہ آ کہاں سے رہا ہے۔ یہ میرے کس کاروبار کی وجہ سے ہے جو اس بنیاد پر پیسہ آتا ہے۔ وہ بندے کو فتنے میں مبتلا نہیں کرتا۔ اُس سے بندہ فساد کے دھانے میں نہیں گرتا۔ وہ پیسہ بندے کو چین سے رکھتا ہے اور اُس کیلئے عقبیٰ میں معاون بن جائے گا اور آخرت کے سنوارنے کیلئے سبب بن جاتا ہے لیکن

جو پیسہ ایسے ذرائع سے آرہا ہے کہ جو ذرائع ہی ناجائز ہیں جونہی گھر میں داخل ہوتا ہے فتنے ہیں فساد ہیں نحوست ہے بے اتفاقی ہے۔ ناجائز مقدمات ہیں، مختلف حادثات ہیں، مختلف قسم کی بیماریاں ہیں اور وہ درد اور بیماریاں کہ جس کے بارے میں کچھ سنا ہی نہیں تھا اس طرح کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تمام اُس سود کی وجہ سے ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت مسلمہ کیلئے حرام فرما دیا ہے بلکہ سود کے احکام کو قرآن مجید سے دیکھیں تو لگتا ہے کہ یہ کسی امت میں بھی جائز نہیں تھا اور ہمیشہ اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ النسآء میں یہ بھی ہے

اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ (پارہ ۶، سورہ النساء، آیت ۱۶۱)

پہلی امتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جب اُن کی ہلاکتوں کا ذکر کرتا ہے کہ وہ تباہ و برباد کیوں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سود لیتے تھے۔

وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ

حالانکہ اُن کو منع کیا گیا تھا تو ساری امتوں کو اسی وباء سے روکا گیا اور اس مصیبت سے بچایا گیا اور سود کو اُن کیلئے ناجائز قرار دیا گیا۔

حرمت ربا:

اُمت مسلمہ کیلئے بھی جب احکام بتدریج آرہے تھے تو آٹھ ہجری میں یا ۹ ہجری میں ایک روایت کے مطابق اس حرمت کا حکم آگیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح تفصیل کے ساتھ اپنے صحابہ کرام کو یہ بات سمجھا دی اور ہمیشہ کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس قسم کی آلودگی سے محفوظ ہو گئے۔

اب اس بات کو دیکھنا کہ یہ سود جس کے بارے میں اتنی واضح نصوص موجود ہے یہ ہے کیا چیز اور اس کی اقسام کتنی ہیں؟

سود قرآن مجید کے لفظ ربا کا ترجمہ ہے۔ اس کو انگلش میں انٹرسٹ کہتے ہیں۔

ربا کا لغوی معنی:

ربا کا لغوی معنی ''بڑھنا'' ہے۔ عربی زبان میں جب یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تو افزائش کے بارے میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

(سورۃ الحج، آیت نمبر ۵)

جب ہم نے زمین پر پانی نازل کیا تو سبزہ اُگا اور بڑھتا چلا گیا۔ رَبَتْ اُس میں اضافہ ہوا وہ بڑھا تو ربا کا لغوی معنی اضافہ ہونا بڑھنا ہے۔ یہ ربا کی لغوی طور پر حقیقت ہے۔

ربا کی شرعی تعریف:

فِي الشَّرْعِ فَضْلُ مَالٍ بِلَا عِوْضٍ فِي مُعَاوَضَةِ مَالٍ بِمَالٍ

(دستور العلماء، جز نمبر ۲، صفحہ ۱۲۸)

جس وقت مال کا مال سے سودا ہو رہا ہے ایک طرف مال زیادہ ہو دوسری طرف مال تھوڑا ہو اور مال کا تعلق بھی اُن چیزوں سے ہو جو مکیلی ہیں یا موزونی ہیں تو ایک طرف جو اضافہ ہے اُس کے عوض میں دوسری طرف سے کچھ بھی نہ ہو تو اُس کو شریعت مطہرہ میں ربا کہا جاتا ہے۔

وضاحت:

اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ ہم تجارت میں جتنی چیزیں لیتے اور دیتے ہیں اُن کی چند قسمیں ہیں:

(۱) موزونی (۲) مکیلی (۳) مزروع (۴) معدود (۵) اموال قیمہ

(۱) موزونی: وہ مال جن کا وزن کیا جائے تو ان کو موزونی کہتے ہیں۔

(۲) مکیلی: وہ مال جن کو ٹوپہ سے ناپا جائے جن کا کیل کیا جائے تو اُن کو مکیلی کہتے ہیں

(۳) مزروع: وہ مال کہ جن کی گزوں سے پیمائش کی جائے تو اُن کو مزروع کہتے ہیں

(۴) معدود: وہ مال جن کو گنتی کے لحاظ سے بیچا جائے درجنوں کے لحاظ سے بیچا جائے تو اُس کو معدود کہتے ہیں۔

(۵) قیمہ: وہ مال جن کا تعلق جانوروں سے ہو تو اُن کو اموال قیمہ کہتے ہیں۔

یہ پانچ قسم کے اموال ہیں:

سود کی شرط:

سود کیلئے شرط یہ ہے کہ سود اُن اموال میں بنے گا جو زیادتی کے لحاظ سے سود ہے یعنی ربا الفضل کے لحاظ سے سود اُن چیزوں میں بنتا ہے جو مکیلی ہوں یا موزونی ہوں جن کو تولہ جاتا ہے یا کسی پیمانہ کے ساتھ اُن کو ناپا جاتا ہے تو اُن میں ربا الفضل ہوتا ہے۔

رباء کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ربا الفضل (۲) ربا النسیئۃ

(۱) ربا الفضل:

وہ مال جس میں حقیقی طور پر اضافہ ہے جیسا کہ ایک طرف ایک ٹوپہ ہے

دوسری طرف ڈیڑھ ٹوپہ ہے۔ایک طرف ایک کلو ہے' دوسری طرف ڈیڑھ کلو ہے یہ ربا الفضل ہے۔

(۲) ربا النسیئۃ:

وہ مال جس میں بظاہر اضافہ نہیں ہوتا بلکہ اُس میں ادھار ہوتا ہے اور اُدھار کے لحاظ سے اُس چیز میں اضافہ ہے۔ایک طرف ایک سو روپیہ نقد ہے دوسری طرف ایک سو روپیہ اُدھار ہے۔اب اس میں نقد کے اندر اُدھار کے مقابلے میں اضافہ موجود ہے تو ان چیزوں کو ابتدائی طور پر ذہن میں رکھ کر ہم نے مسئلہ سود کو سمجھنا ہے۔اس کے تحت ہم ایک قانون بیان کریں گے تو اس سے سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل اس کے نیچے آجائیں گے۔جن کا حکم آپ خود اپنے طور پر معلوم کر سکتے ہیں۔

فَضْلُ مَالٍ بِلَاعِوْضٍ فِیْ مُعَاوَضَۃِ مَالٍ بِمَالٍ

مال کا مال کے ساتھ جب سودا ہو رہا ہو تو وہاں پر سود متوقع ہو سکتا ہے۔اگر ایک طرف مال ہو اور دوسری طرف مال نہ ہو بلکہ کسی کی مزدوری ہو' محنت ہو' منافع ہو تو اس کو ہم سود کے زمرے میں نہیں لا سکیں گے۔

سود کیلئے یہ ضروری ہے کہ جانبین میں مال ہو اور مال کا مال کے ساتھ عقد کیا جا رہا ہو اور پھر ایک طرف اضافہ ہو۔وہ اضافہ یا تو حقیقی طور پر ہو یا حکمی طور پر ہو اور اُس اضافے کے عوض میں کوئی چیز بھی موجود نہ ہو' دونوں مالوں میں سے ایک میں حقیقی طور پر اضافہ ہو جیسے:

ایک طرف ایک کلو گندم ہو اور دوسری طرف ڈیڑھ کلو گندم ہو تو دوسری طرف مال میں آدھا کلو جو زائد ہے۔یہ اضافہ حقیقی طور پر ہے کیونکہ ایک طرف کے مال کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔کلو کلو تو آپس میں برابر ہو گیا جبکہ آدھا کلو زائد ہو گیا۔اس

میں نصف کلو کی زیادتی حقیقی طور پر ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دونوں مالوں میں سے ایک مال میں حکمی طور پر اضافہ ہو جیسے ایک طرف بھی ایک کلو گندم ہے اور دوسری طرف بھی ایک گندم ہے۔لیکن ایک طرف ایک کلو گندم ابھی پیش کی جارہی ہے۔دوسری طرف دو مہینے کے بعد پیش کی جائے گی تو یہاں بھی اضافہ ہے اور یہ بھی سود ہے۔یہاں پر جو اضافہ ہے یہ حکمی طور پر اضافہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی چیز مکیلی اور موزونی نہ ہو بلکہ وہ ایسی چیز ہو جس کو گزوں سے ناپا جاتا ہے مثلاً ایک طرف ۱۰ گز کپڑا ہو اور دوسری طرف سات گز کپڑا ہو تو یہ بیع ناجائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر ایک طرف ایک بکری اور دوسری طرف دو بکریاں ہوں تو یہ بیع جائز ہے۔ان کا تعلق چونکہ اموال قیمیہ کے ساتھ ہے ان میں بھی ربا نہیں ہے۔ایک بکری کا سودا دو بکریوں کے ساتھ ایک گائے کا سودا دو گائے کے ساتھ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ایسے ہی عددی چیزوں میں بھی ربا نہیں بنے گا۔یعنی فضل کے لحاظ سے ایک طرف ایک انڈہ ہے اور دوسری طرف دو انڈے ہیں۔ان کا آپس میں سودا کیا جارہا ہے تو یہاں بھی اضافہ لینا ناجائز نہیں ہے لیکن ان ساری صورتوں میں اُدھار پھر بھی ناجائز ہے جس وقت کپڑے کا گزوں کے لحاظ سے سودا ہورہا ہو تو جس مجلس میں ایک بندہ اپنا کپڑا پیش کرے اُسی مجلس میں دوسرا بھی اپنا کپڑا پیش کردے اس طریقے سے دونوں سود سے بچ جائیں گے۔

مسئلہ: اگر مکیلی اور موزونی چیزیں خلاف جنس بیچی جارہی ہوں تو اُن میں اضافہ جائز ہے لیکن اُدھار پھر بھی ناجائز ہے۔جب مال کا مال سے سودا ہورہا ہو تو ہر حال میں اُدھار

ناجائز ہے وہ سود بن جائے گا۔

لیکن اگر پیسوں کا مال سے سودا ہو تو اس میں اُدھار جائز ہے۔ آپ نے روپے سے کوئی مال خریدا تو اُس کا معاملہ اور ہے اُس میں ادھار کر سکتے ہیں۔

مسئلہ: مکیلی اور موزونی مال کی بیع کرنا اسی لحاظ سے کہ مکیلی مال کی آپس میں بیع ہو رہی ہو اور موزونی مال کی آپس میں بیع ہو رہی ہو تو اس میں ادھار اور اضافہ دونوں ناجائز ہیں

یعنی گندم کی گندم کے بدلے یا سونے کے سونے کے بدلے بیع ہو رہی ہو تو اُس میں اُدھار اور اضافہ دونوں ناجائز ہیں لیکن اگر موزونی کی مکیلی مال کے ساتھ اور مکیلی کی موزونی مال کے ساتھ بیع ہو رہی ہو تو اُس وقت اضافہ جائز ہے اُدھار پھر بھی ناجائز ہے۔

مکیلی اور موزونی مالوں کے علاوہ دیگر مالوں میں یعنی معدودی اور مزروعی اور قیمیہ مالوں کی آپس میں بیع ہو رہی ہو تو اُس میں اضافہ جائز ہے لیکن اُدھار پھر بھی ناجائز ہے۔

اگر ان سب مالوں کی بیع پیسوں کے بدلے ہو رہی ہو تو اُس وقت اضافہ اور اُدھار دونوں جائز ہیں۔

یہ جو ہم نے قانون بنا رکھا ہے کہ مکیلی اور موزونی مین اضافہ اور ادھار ناجائز ہے لیکن اگر گز والی ہے تو اُس میں اضافہ ناجائز نہیں ہے۔ اس میں کم زائد سودا ہو سکتا ہے صرف ایک مجلس میں ہونا چاہیئے۔ یہ قانون ہم نے کہاں سے اخذ کیا تو یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا معیار ہے۔ اُس معیار کے مطابق ہم نے یہ سب کچھ بیان کیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کو بیان کیا اور وہ چھ چیزیں ایک وجہ

میں مشترک تھیں تو ہم نے اُس سے یہ علت ماخوذ کر لی کہ جہاں جہاں یہ علت پائی جائے گی وہاں وہاں سود پایا جائے گا۔ جہاں وہ علت نہیں پائی جائے گی وہاں سود نہیں پایا جائے گا۔ چونکہ ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کی چیزوں کو گنتے اور پھر فرماتے کہ اس میں یہ سود بن رہا ہے اور اس میں یہ سود بن رہا ہے۔ آپ نے ایک اصول پیش کر دیا۔ اُس کی روشنی میں جہاں جہاں علت پائی جائے گی وہاں وہاں حکم لگ جائے گا اور اُس کی بنیاد پر ہم خود مسئلہ بیان کر سکتے ہیں۔

یہ حدیث شریف حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۵ ص ۳۷۰۷، مکتبہ دار الفکر، بیروت)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مَثَلاً بِمَثَلٍ يَداً بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبَا

سونے کی بیع جب سونے کے ساتھ ہو رہی ہو تو برابر ہونی چاہیئے اور دست بدست ہونی چاہیئے۔ اگر اُس میں اضافہ ہوا تو وہ سود ہے۔ اگر ایک طرف دو تولے ہے تو دوسری طرف بھی دو تولے ہونا چاہیئے لیکن اگر کم یا زائد ہوا تو اُس میں ربا آ جائے گا۔

ایک شرط اس میں یہ ہے کہ دونوں برابر برابر ہوں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دونوں مال دست بدست ہوں ایک طرف سے دیا جا رہا ہو اور دوسری طرف سے لیا جا رہا ہو تو سود سے بچنے کیلئے ان دونوں شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ دونوں ہیں تو برابر لیکن ایک کی ادائیگی کل ہوگی یا مہینے کے بعد ہوگی تو اُس کی وجہ سے سود پایا جائے گا۔ اسی محفل میں عوضین پر قبضہ ضروری ہے۔

(۲) اَلْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مَثَلاً بِمَثَلٍ يَداً بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبَا

چاندی کو چاندی کے ساتھ جب بیچا جائے تو برابر برابر ہو اور دست بدست ہو اگر اس میں فضل آ گیا تو وہ سود بن جائے گا۔

اگر ایک طرف دو تولے ہوں اور دوسری طرف چار تولے ہوں تو یہ بھی سود ہے اگر ایک طرف دو تولے ہوں اور دوسری طرف بھی دو تولے ہوں لیکن ایک طرف سے تو ادائیگی ہو گئی۔ دوسری طرف اُدھار کیا جا رہا ہے تو یہ بھی سود ہے۔ نیز اگر قبض دوسری محفل میں ہوا تو بھی سود ہے۔

(۳) اَلْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مَثَلاً بِمَثَلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا۔

گندم بدلے گندم کے برابر برابر معین ساتھ معین ہو۔ اگر کسی طرف سے بھی اضافہ ہو گا تو وہ سود بن جائے گا۔

اگر ایک طرف ایک بوری ہو تو دوسری طرف بھی ایک بوری ہونی چاہیئے۔ اگر ایک طرف سو کلو ہے اور دوسری طرف ایک سو پانچ کلو ہو تو یہ بھی سود ہے اور اگر دونوں طرف ایک ایک بوری ہے لیکن ایک طرف ادائیگی اُسی وقت ہو گئی اور دوسری طرف سے ادھار ہے تو یہ بھی سود ہے۔

(۴) اَلشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ مَثَلاً بِمَثَلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا

جَو بدلے جَو کے برابر ہو اور معین بدلے کے معین کے ہو اگر اضافہ ہو گا تو سود بن جائے گا۔ وزن بھی دونوں کا برابر ہو اور ادھار نہ ہو۔ ورنہ سود بن جائے گا۔

(۵) اَلتَّمَرُ بِالتَّمَرِ مَثَلاً بِمَثَلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا

کھجور بدلے کھجور کے برابر ہو اور ادھار نہ ہو۔ اگر برابری میں فرق آ گیا ایک طرف وزن تھوڑا ہے دوسری طرف زیادہ ہے تو سود ہے اور اگر ایک طرف ادائیگی اب ہے دوسری طرف سے ادھار ہے تو پھر بھی سود ہے۔

(٦) اَلْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مَثَلاً بِمَثَلٍ يَداً بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا

نمک بدلے نمک کے برابر برابر ہو معین معین کے ساتھ ہو اگر اس میں اضافہ ہوگا تو وہ سود بن جائے گا۔

یہ چھ چیزیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہیں۔ یہ مجتہد کی فقاہت کا کمال ہے کہ ان چھ چیزوں سے چھ لاکھ کا حکم معلوم کرتا ہے اور ان چھ چیزوں سے کروڑوں چیزوں کا حکم معلوم کرلیا۔ اس واسطے ہم نے ان چھ چیزوں میں غور کیا کہ ان چھ چیزوں کا تعلق کس چیز سے ہے؟

کیا گزوں سے ان کی پیمائش کی جاتی ہے۔ کیا گنتی کے ساتھ ان کو بیچا جاتا ہے یا یہ اموال قیمہ میں سے ہیں۔ نہیں نہیں ہم نے جب بنظر غائر دیکھا کہ ان چھ چیزوں کا تعلق کس چیز سے ہے تو پتہ چلا کہ ان چھ چیزوں کا تعلق یا کیل کے ساتھ ہے یا وزن کے ساتھ ہے یا ٹوپے کے لحاظ سے ان کا ناپ کیا جاتا ہے یا وزن کے لحاظ سے ان کو تولا جاتا ہے تو اب ربا کا حکم ان چیزوں میں ہی بند نہیں رہے بلکہ ان چھ چیزوں کے علاوہ جن چیزوں میں کیل یا وزن والا وصف موجود ہے تو اُن چیزوں کی بیع کے لحاظ سے شریعت نے ہمیں پابند کر دیا کہ جب تم بیع کرو تو برابر برابر ہو اور وہ اپنی جنس سے ہو۔ یعنی گندم گندم کے مقابلے میں' باجرہ باجرہ کے بدلے میں' جو جو کے بدلے میں' چاول چاول کے بدلے میں' جب اپنی ہی جنس سے سودا ہو رہا ہو تو وہاں دو باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک کو بھی چھوڑا گیا تو سود بن جائے گا۔

نہ تو وہاں وزن اور کیل میں اضافہ ہونا چاہیئے اور نہ ہی وہاں کسی طرح کا ادھار ہونا چاہیئے ۔ یہ دونوں باتیں پیش نظر اُس وقت ہوں گی جس وقت دو صفتیں اُس میں موجود ہیں۔ وہ چیز مکیلی یا موزونی ہو اور اپنی ہی جنس کے مقابلے میں بیچی جارہی ہو اور

اگر یہ دونوں صفتیں چیز میں موجود نہیں تو پھر اضافہ تو جائز ہو جائے گا اور اُدھار پھر بھی ناجائز رہے گی۔

مثال کے طور پر اگر وہ چیز مکیلی یا موزونی نہیں ہے تو اضافہ اب جائز ہو گا لیکن ادھار پھر بھی ناجائز ہے۔ ایسے گندم کو جو کے بدلے میں بیچا جا رہا ہے یا گندم کو چاول کے بدلے میں بیچا جا رہا ہو تو اُس وقت اضافہ جائز ہے۔

ایک بوری دے کر دو بوریاں بھی لے سکتے ہو اور ایک بوری دے کر چار بوریاں بھی لے سکتے ہو لیکن اب بھی ناجائز ہے۔ اُدھار نہیں ہونا چاہیئے تو یہ ایک ایک مختصر سا اس مسئلے کے بارے میں جائزہ ہے۔

اس کو اگر آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں تو آپ اس سے ہزاروں چیزوں کے حکم معلوم کر سکتے ہیں۔

اُدھار والی صورت میں مزید تھوڑا سا غور کر لینا چاہیئے۔ اگر کوئی چیز مکیلی یا موزونی ہو اُس کا اپنی جنس کے ساتھ سودا ہو رہا ہو اور دونوں چیزیں برابر ہیں اس میں اضافہ تو نہیں لیکن اُدھار پھر بھی ناجائز ہے۔

مکیلی یا موزونی چیز میں اضافہ بھی ہو تو پھر بھی اُدھار ناجائز ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی چیز مکیلی یا موزونی نہیں ہے تو پھر بھی اُس میں ادھار ناجائز رہے گا۔ سود میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ جید اور ردّی سود میں برابر ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جَیِّدُھَا وَ رَدِیُّھَا سَوَاءٌ (الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۵، ص ۳۷۱۱)

جید اور ردّی سود کے معاملے میں برابر ہیں۔ یعنی ایک طرف بڑی اعلیٰ قسم کی گندم ہے اور دوسری طرف ردّی قسم کی گندم ہے۔ ایک کلو اعلیٰ قسم کی گندم سے دو کلو ردّی

گندم خریدی جاسکتی ہے تو اب آپ یہ کہیں کہ ایک طرف جید ایک کلو رکھ لیں اور دوسری طرف ردی دو کلو رکھ لیں ایسا کر لیں تو ایسا کرنا ناجائز ہے۔ اس میں وزن کو دیکھا جائے گا۔ جیّد یا ردّی ہونے کو نہیں دیکھا جائیگا۔

ایک سلسلے میں ایک تو یہ حدیث ہے۔ دوسری طرف ایک اور حدیث شریف ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَ بِتَمَرٍ جَنِيْبٍ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ خیبر سے ایک شخص کھجوریں لے کر آ گیا جس وقت اُس نے کھجوریں پیش کیں تو وہ بہت عمدہ قسم کی کھجوریں تھیں تو میرے محبوب علیہ السلام نے مسئلہ سمجھانے کیلئے پوچھ لیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا

(مسلم شریف، جلد۲، ص۲۶)

کیا خیبر کی ساری کھجوریں ہی اس طرح کی ہیں۔ بڑی عمدہ کھجوریں ہیں کیا وہاں ردّی کھجوریں نہیں ہوتی تو صحابی کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں ردّی کھجوریں بھی ہوتی ہیں وہاں پر جید اور ردی کھجوروں میں اتنا فرق ہے۔

اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلٰثِ

یہاں تک کہ ہم جیّد کھجور ایک کلو دے کر ہم دو کلو ردّی کھجوریں لے لیتے ہیں تو میرے محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اس طرح نہ کرو" جس وقت صحابی نے یہ کہا کہ عمدہ کھجور دے کر اس سے ہم ڈبل لے لیتے ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ سود ہے، وزن برابر رکھنا پڑے گا" عمدہ اور ردّی کا اس میں لحاظ نہیں کیا

جائے تو تو میرے محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ایسا نہ کرو"۔

اگر تم کو مجبوری ہے کہ عمدہ تھوڑی ہے اور گزارہ زیادہ دن کرنا ہے۔ عمدہ کے بدلے میں ردّی زیادہ مل جائے گی، ردّی سے جید کے مقابلے میں کئی دن ہو جائے گا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تمھیں ایک طریقہ بتاتا ہوں اُس کے مطابق گزارہ کرتے رہنا"۔

بِعِ الجَمعَ بالدراھم ثُمّ ابتِع بالدراھم جَنِیبًا

اگر تمہارے پاس ردّی کھجوریں ہیں لیکن خریدنا اچھی چاہتے ہو تو ردّی کھجوروں کو درہموں کے بدلے میں بیچو اُس کا ویسے سودا کرو اور جتنے درہموں کی وہ چیز فروخت ہو اُتنے درہموں کی اچھی کھجوریں خریدلو۔

اگر تمہارے پاس اچھی کھجوریں ہیں لیکن تم ردّی کھجوریں خریدنا چاہتے ہو تو اچھی کو درہموں کے بدلے میں بیچو اور اُن درہموں سے پھر ردّی کھجوریں خریدو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر شفقت ہے کہ آپ نے دنیا کے معاملات کس طرح ہمارے لئے حل کر کے دکھا دیئے ہیں۔ اب اس اسلام پر کوئی شکوہ کرے کہ اس کا تعلق صرف مسجد کے ساتھ ہے اور اس کا تعلق صرف محراب کے ساتھ ہے۔ نہیں، نہیں، اس کا تعلق تو زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ ہے اور ہر معاملے کے ساتھ ہے اور یہ اُس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک ہر معاملہ اس کی مرضی کے مطابق نہیں چلایا جاتا۔

اب دوکاندار دوکان پہ بیٹھے ہوئے سودا بیچتے وقت یہ سوچتا ہے کہ میں بھی راضی ہوں اور گاہک بھی راضی ہے۔ اب ناراض کون ہوگا۔ اسلام کہتا ہے مجھ سے بھی پوچھوناں میں بھی راضی ہوں یا نہیں ہوں۔

اسلام بھی راضی ہونا چاہتا ہے اگر اسلام اُس معاہدے پر راضی ہو گیا تو پھر وہ

معاہدہ درست ہوگا۔ پھر وہ لقمہ لقمہ حلال ہوگا اور اگر اسلام ناراض ہوگا اگر چہ یہ دونوں راضی ہورہے ہیں تو اسلام کے ناراض ہونے کی شکل میں ان کا لقمہ حرام ہوجائے گا۔ خود بھی حرام کھائیں گے اور لوگوں کو بھی حرام کھلائیں گے۔ اس واسطے اسلام کی ان شقوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے، جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں کو کھول کے ہمارے سامنے بیان فرمادیا ہے۔

ایسے ہی ایک طرف سونا کی ڈلی ہے اور دوسری طرف سونے کا زیور ہے۔ اب زیور بنانے میں بڑی محنت لگتی ہے اور بڑا قیمتی زیور ہے۔

اب ان کی قیمت کو نہیں دیکھا جائے گا وزن کو دیکھا جائے گا۔ ایک طرف اگر زیور ہے تو دوسری طرف اتنے وزن کی سونے کی ڈلی ہونی چاہیئے اگر اس سودے میں کسی طرف سے کمی زیادتی ہوگی تو اس میں ربا پایا جائے گا۔ دونوں طرف سے برابری لازم ہے اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر پہلوں کو واضح فرمادیا ہے۔ ایسے ہی جہاں معمولی سی کمی زیادتی کا خدشہ ہے تو اسلام نے اس بیع کو حرام قرار دے دیا ہے۔

ایک طرف کھجور کے اوپر پھل لگا ہوا ہے اور تازہ کھجوریں ہیں۔ دوسری طرف اتنی ہی کھجوریں نیچے پڑی ہوئی ہیں۔ اب ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ دو بوریاں کھجوروں کی جو میرے گھر میں پڑی ہوئی ہیں میں یہ کھجوریں دے دیتا ہوں اور فلاں کی کھجور کے اوپر کھجوریں لگی ہوئی ہیں وہ میں لے لیتا ہوں۔ میں اپنی یہ کھجوریں دے کر کھجور پر لگی کھجوریں لے لیتا ہوں تو اب اگر چہ یہ دونوں راضی ہوجائیں گے مگر شریعت راضی نہیں ہوگی۔

اس واسطے یہ ہوسکتا ہے کہ یہ دو بوریاں ہیں اوپر چار بوریاں ہوں اور یہ دو بوریاں ہیں لیکن کھجور کے اوپر ایک بوری کھجوروں کی ہو تو شریعت کو یہ مقصود نہیں کہ کسی

ایک کو نقصان ہو جائے۔ جس جگہ پر کمی زیادتی کا وہم بھی ہو گا وہاں یہ ربا کا حکم آ جائے گا۔ لہذا جو پھل درخت کے اوپر لگا ہوا ہے اس کی بیع اُس پھل کے ساتھ کرنا جو اُتارا گیا ہے اوپر کھجوریں ہیں نیچے چھوہارے ہیں۔ اُن کی آپس میں بیع ہو رہی ہے چونکہ حتمی طور پر معلوم نہیں ہے کہ کتنی بوریاں ہیں، کتنے کلو ہیں، کتنے من ہیں تو اس لحاظ سے شریعت مطہرہ نے ہر ایسی بیع کو سود کے زمرے میں داخل کر دیا۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کسی بندے کو بھی نقصان میں نہیں دیکھنا چاہتی۔

ایسے ہی ایک طرف گندم کا ڈھیر لگا ہوا ہے دوسری طرف گندم ابھی خوشوں میں ہے یہ ان دونوں کی آپس میں بیع کرنا چاہتے ہیں۔ جس کی گندم کا ڈھیر ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ میں وہ لے لوں جو ابھی تک گندم خوشوں میں ہے۔ دوسرے کو بھی ضرورت ہے وہ آپس میں بیع کرتے ہیں۔ ایک طرف دو بوریاں ہیں اور دوسری طرف گندم خوشوں کے اندر ہے۔ اُس کی بھریاں باندھی ہوئی ہیں۔ اب یہ آپس میں بیع کر لیتے ہیں یہ دونوں آپس میں اگرچہ راضی ہیں مگر شریعت ناراض ہے۔ اس واسطے یہ ممکن ہے کہ وہ جو بھریاں گندم کے خوشوں کی باندھی ہوئی ہیں اُس میں سے جس وقت گندم نکلے تو وہ اس سے کہیں زائد نکل آئے یا اس سے کہیں کم نکل آئے اس میں چونکہ احتمال موجود ہے۔

برابر ہونے کی تو محض اتفاقی صورت ہے۔ احتمال کی بنیاد پر شریعت حرمت کا فتویٰ دیتی ہے۔ اس واسطے ایسے معاملے میں بھی شریعت مطہرہ نے یہ ناجائز قرار دے دیا ہے کہ اس طرح کی بیع کرنا جائز نہیں ہے۔

پہلی قسم کی بیع کو مزابنہ کہا جاتا ہے۔

بیع مزابنہ :

بیع مزانبہ یہ ہے کہ ایک طرف درخت کے اوپر پھل ہو اور دوسری طرف پھل خرمن میں کاٹ کے رکھا ہوا ہو تو اس کو بیع مزانبہ کہا جاتا ہے۔

بیع محاقلہ:

ایک طرف پھلوں کے اندر ہو اور دوسری طرف باہر ہو تو اس کو بیع محاقلہ کہتے ہیں۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

(مسلم شریف جلد۲، ص ۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزانبہ سے منع فرمایا ہے۔ اب دیکھو ایک شخص اگر دوکان پہ بیٹھ جاتا ہے۔

اُس کو بیع کا اسلامی قانون ہی نہیں آتا تو کتنا بڑا مجرم بن جائے گا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے بازار میں دوکانداروں کا ٹیسٹ لیا اُن سے پوچھا ربا کیا ہوتا ہے؟ ربا کی قسمیں کتنی ہیں؟ بیع باطل کیا ہوتی ہے، بیع فاسد کیا ہوتی ہے، جن لوگوں کو جواب نہ آیا تو حضرت عمر فاروق نے وہیں لٹا کر اُن کو کوڑے لگوائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں شرم نہیں آئی تم کتنے اونچے منصب پر بیٹھے ہو اسلامی سلطنت کی اس سیٹ پر تم سمجھتے ہو کہ پڑھے بغیر اس پہ بیٹھا جا سکتا ہے۔ چلو پہلے شریعت کا قانون پڑھ کر بیع کے بارے میں شریعت کا قانون کیا ہے پھر تمہیں حق ہے کہ تم ترازو ہاتھ میں پکڑ کر سودا تول سکتے ہو۔ اگر تمہیں پتہ ہی نہیں تو محلے میں تم خود حرام ہی کھا رہے ہو اور محلے والوں کو بھی حرام کھلا رہے ہو۔ جب بیع ہی ناجائز ہو جائے گی تو سارا رزق حرام ہو جائے گا۔

اب دیکھو ان مسائل پہ کون غور کرے گا۔ اگر ہم توجہ نہیں کریں گے تو توجہ کرنے کیلئے کوئی نئی قوم آئے گی۔ آج اسلام کا یہ آدھا حصہ معطل ہو چکا ہے۔ آج اسلام کی اس شق پر کوئی توجہ ہی نہیں کر رہا اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ اگر توجہ نہ ہوئی تو نمازیں بھی رائیگاں ہو جائیں گی۔ اگر سود چلتا رہا تو روزے بھی ضائع ہو جائیں گے۔ لہذا ہمیں اپنے معاملاتی شعبے میں بھی گریبان میں جھانک کے دیکھنا چاہیئے کہ ہم اسلام کی برکت سے کتنے دور ہو چکے ہیں اور کتنی نحوستیں ہمارے کاروبار میں دائیں بائیں داخل ہو چکی ہیں۔

ہم تمام نحوستوں سے اپنے کاروبار کو پاک اور صاف کرنا یہ بھی وقت کا ایک چیلنج ہے۔ ہم اس کو قبول کریں اور ہم اس کیلئے کوشش کریں۔ اس انداز میں کہ ہمارا ہر معاملہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہو۔ جہاں بائع اور مشتری راضی ہو رہے ہوں وہاں شریعت بھی راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ السلام بھی راضی ہو رہے ہوں۔

اس بحث کے آخر میں دو احادیث پیش کرتا ہوا اپنی گفتگو کو سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔

اگرچہ یہ موضوع گھنٹوں کا نہیں بلکہ سالوں کا موضوع ہے اور اس میں ابتدائی طور پر بالکل تھوڑی سی گفتگو کی اور اس کے جو شعبہ جات ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اور اُن کے اندر مسائل کا استخراج اُس کے دلائل کو تلاش کرنا یہ ایک بہت طویل بحث ہے۔ لیکن آج جس ماحول میں ہم دھکیلے جا چکے ہیں اس سے نکلنے کیلئے ہمیں قرآن وسنت کی ان تشریحات کو سامنے رکھ کے غور کرنا چاہیئے کہ ہم کتنے باہر ہیں اور کتنے ڈوب چکے ہیں او جو ڈوبے ہوئے ہیں اُن کو ہم نے نکالنا کیسے ہے اور نکلنا کیسے ہے۔ یہ لمحہ ہمارے لئے اس محاسبہ کا ہے کہ رمضان المبارک کے اس برکت والے ماحول میں دل نرم ہو چکے

ہیں۔ ویسے تو طبیعت میں کبھی فرعونیت ہوتی ہے اور کبھی نمرودیت ہوتی ہے۔ شاید کوئی ایسی باتوں کو سمجھنے سے کہے کہ یہ مسئلے ان مولویوں نے کہیں سے بنا لئے کہ ہمیں لقمہ بھی نہیں کھانے دیتے' اتنی پابندیاں لگا رہے ہیں۔

خدارا یہ مولویوں کے مسئلے نہیں ہیں یہ اللہ اور اُس کے رسول کا پیغام ہے اور میں نے پڑھ کے بحثیت وکیل آپ کو سنایا ہے اور یہ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ہم نے جو کلمہ پڑھا ہے اس کلمہ کا ہم سے تقاضا ہے کہ ہمارا لقمہ حلال ہونا چاہیئے۔ ہمارا لقمہ پاک ہونا چاہیئے' ورنہ ہم میں اور یہودیوں' عیسائیوں اور مشرکوں میں اس دنیاوی معاملے میں فرق کیسے رہ جائے گا۔ آخر وہ دنیا کرتے ہیں تو صرف دنیا کرتے ہیں ہم تو دنیا میں دین کرنے والے ہیں تو پھر دُنیا وہ ہونی چاہیئے جس کو دین نے پناہ دے رکھی ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَ مُوكِلَهُ وَ شَاهِدَهُ وَ كَاتِبَهُ (مسلم شریف، جلد ۲، ص ۲۷، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی سود کھلانے پر اور سود کھانے پر اور سودی کاروبار کا گواہ بننے والے پر اور سودی کاروبار کو لکھنے والے پر۔

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں آئے ہیں رحمت بن کر ہیں۔ آخر آپ نے کتنے دکھ کے ساتھ لعنت کی ہو گی وہ جو پیغام رحمت بن کے آئے ہیں جو رحمت للعالمین ہیں اور جان رحمت ہیں' جن کی ہر ادا رحمت ہے۔ آخر اتنا کیوں غصے میں آ گئے اور اتنا کیوں اُن کو دکھ ہوا اور یہ الفاظ کیوں

بول دیئے۔لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سرکار مدینہ نے لعنت کی جو سراپا رحمت ہیں۔لعنت کے الفاظ سے واضح کر رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا کام کر رہا ہے تو پھر وہ میری رحمتوں کی اُمید کس وجہ سے رکھتا ہے۔اُس نے مجھے تنگ کیا۔اُس نے میرے خلاف اعلان جنگ کیا۔اُس نے میرے رب کے خلاف اعلان جنگ کیا اور ہمیں اکڑتا رہے اور ہمیں وہ جنگ کا اعلان کرتا رہے اور ہم پھر بھی اُس پہ رحمت برساتے رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خود اس کیلئے دعا نقصان کر رہا ہوں۔

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرما رہے ہیں۔آپ شخصی لعنت نہیں فرما رہے تھے بلکہ مبہم لعنت کر رہے تھے۔سود کھانے والا' سود کھلانے والا اور سود کا گواہ بننے والا اور سود کو لکھنے والا ایسا بد بخت انسان ہے کہ جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

آج اس ماحول کو دیکھ لو کہ کون سود سے بچتا ہے اور کون سود سے نہیں بچتا۔کس نے اپنے دامن کو بچا رکھا ہے اور کون ڈوب چکا ہے۔

رب کعبہ کی قسم ہے اگر آج ہم نے نہ سوچا تو پھر کب سوچیں گے۔ایک یہ آسمان سر سے ہٹ جائے اور زمین قدموں سے نکل جائے' ہمیں پھر سوچنے کا کوئی لمحہ ہی نہ ملے۔

آج اپنے دل کے تمام گوشوں میں جھانک کے دیکھو۔اپنے اقتصادیات کی پوری طرح تفتیش کرو۔اگر کہیں کوئی گڑ بڑ ہو رہی ہے آج خدا کی قسم ایک آنسو بہاؤ گے اگلے دفتر صاف ہو جائیں گے اور اس میں پکی توبہ کر لو گے۔اللہ کے دربار سے پکی اُمید

ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اور انسان کبھی بھوکا نہیں مرے گا۔ اُس نے خود رزق کے وعدے کئے ہوئے ہیں۔ اس واسطے اس سود سے بچنے کا پکا عزم کرنا چاہیئے اور یہ بھی سمجھو کہ آج انسان یہ سوچتا ہے کہ میں کوئی غلطی نہیں کر رہا۔ ایک طرف تو اللہ و رسول کے خلاف جنگ کا اعلان ہے۔ دوسری طرف وہ کام ہے جس کو وہ اپنے طور پر لفظوں میں بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے:

اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَ سَبْعُوْنَ شُعْبَةً

اَيْسَرُهَا مِثْلُ اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ

ربا کے تہتر شعبے ہیں۔ اُن تہتر میں سے سب سے ہلکا شعبہ یہ ہے کہ بندہ اپنی والدہ سے شادی کرے۔

اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ

ان تہتر شعبوں میں بڑے بڑے بھاری شعبے بھی ہیں، جن میں بڑا بڑا گناہ ہوتا ہے لیکن سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ بندہ اپنی والدہ سے شادی کرے، اپنے والدہ سے نکاح کر لے۔

اب کون ہے جو ایسا کرتا ہو، کون ہے جو ایسا سوچ بھی سکتا ہے کہ اپنی والدہ کے ساتھ یہ تعلق قائم کرے۔ ایسا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ اُس کو شرم آتی ہے تو آخر نبی علیہ السلام نے جو فرمایا اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احساس کو بیدار کرو، ہمارے خلاف

جنگ کا چیلنج تم نے کیا اور پھر یہ اتنا بڑا گھناؤنا جرم ہے کہ ماں کے ساتھ شادی کے مترادف جب کام ہو رہا ہو اور اس کو سمجھے بندہ کہ معشیت ہے' گزارہ کرنا ہے' ویسے کیسے گزارہ ہو سکے گا۔

میرے بھائیوں نہیں' نہیں گزارہ ضرور ہوتا رہے گا۔ اس سودی نظام کی جڑیں کھینچ کے کاٹ ڈالو' اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ خود اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے گا۔

وآخر دعٰونا اَنِ الحمد للہ رب العالمین